



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين ﷺ

قلندر کی شرعی تحقیق

مکتبہ المدینہ

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الصلوة والسلام عليك يا رحمة للعالمين ﷺ

قلندر کی شرعی تحقیق

مصنف لکھنؤ

شمس المصطفیٰ، فقیہ الوقت، فیض ملت، مفسر اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ القوی

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تاکہ اس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی و نسلّم علی رسولہ الکریم

اما بعد! دورِ حاضرہ میں لفظ قلندر بدنامی کی زد میں ہے، حالانکہ ولایت میں یہ ایک بہت بڑے عہدہ و بلند مرتبہ کا حامل ہے۔ یوں سمجھئے کہ جیسے غوث، قطب، ابدال ولایت کے بڑے مراتب و کمالات والے بزرگوں کے القاب ہیں یونہی لفظ قلندر بھی بڑے باکمال اولیاء کا لقب ہے۔ لیکن افسوس کہ بدطینت لوگوں نے اپنے اوپر اور عوام بلا سوچے سمجھے انہیں پر بکثرت استعمال کرنے لگے اور کرتے ہیں مثلاً ریچھ، بندر نچانے اور ان کا تماشا دکھانے والے قلندر ہیں اور کردار میں نہایت گھٹیا بھنگ وغیرہ کارگزار گانے والے قلندر کہلاتے ہیں اور جو پیر فقیر اور مولوی صوم صلوٰۃ سے عاری اور غلط کاری کا دھنی وہ بھی خود قلندر کہلاتا ہے۔ غرض یہ کہ اس مقدس لفظ کے تقدس کو بڑی طرح پامال کیا گیا ہے حالانکہ ہمارے اکابر کاملین اولیاء کا لقب بھی قلندر ہے مثلاً سیدنا ابوعلی قلندر اور سیدنا حضرت لعل شہباز قلندر و دیگر پیشاں اولیاء کرام قلندر ہیں بلکہ قادریہ، چشتیہ کی طرح سے ایک مستقل ”سلسلہ قلندریہ“ ہے جس کا فقیر آگے چل کر مختصر تعارف عرض کریگا اور اس سلسلہ میں بڑے شہبازان ولایت اور علم و عمل کے پیکر مشاہیر وابستہ ہیں۔ فقیر نے ۱۳۸۲ھ و ۱۹۹۳ء میں ”تذکرۃ العزیز“ میں کتاب اذکار الابرار مطبوعہ شاہی پریس لکھنؤ دا ند ماہیام سے اس پر بہت بڑی بحث لکھی تھی۔

فقیر اس رسالہ میں لفظ قلندر اور اس کے متعلقات سے بحث کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مختصر رسالے کو فقیر اور ناشر کے لئے توشیحہ آخرت اور عوام اہل اسلام کے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

www.Faizahmedowaisi.com

و ماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القاوری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۷ جمادی الآخر ۱۴۲۰ھ

قلندر کے لغوی معنی

حضرت علامہ مولانا غیاث الدین رامپوری مرحوم فرماتے ہیں کہ قلندر دراصل کاف عربی کے ساتھ (قلندر) تھا بمعنی ”کنڈہ نائراشیدہ“ یعنی وہ لکڑی جو دروازے کے پیچھے ڈالتے ہیں تاکہ دروازہ جلد نہ کھلے پھر عرب و عجم کے اختلافات اور تغیر زبانوں کی وجہ سے قلندر قاف کے ساتھ ہو گیا اور بعض نے کہا کہ یہ مغرب ہے لیکن پہلا قول صحیح قول ہے۔ بعض لکھتے ہیں قلندر دراصل **غلندر** (غین مجہ کے ساتھ) تھا۔ (کذا فی الغیاث)

شرعی معنی

اصطلاح میں اس کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ جنہیں حضرت علامہ مولانا شاہ محمد تقی حیدر نے نفحات العنبریہ، صفحہ ۶۶۳ میں ان سب کو نقل فرمایا ہے۔ ان سب سے حضرت سید اشرف جہانگیر سہانی قدس سرہ کا قول نہایت ہی موزوں اور جامع ہے وہ یہ کہ قلندر وہ ہے جو خلافت زمانہ سے ظاہری اور باطنی تجربہ حاصل کر چکا ہو اور شریعت و طریقت کا پابند ہو اور بحر وجود و شہود میں غرق رہتا ہو۔ دراصل صوفی اور قلندر ایک ہی ذات کا نام ہے صرف لفظ دو ہیں مسکئی ایک۔ مگر حق یہ ہے کہ ان میں عموم و خصوص کی نسبت ہے۔ اس لئے کہ ہر صوفی تو قلندر ہو سکتا ہے لیکن ہر قلندر صوفی نہیں کیونکہ صوفی کا جہاں متعلیٰ ہے وہاں سے قلندر کا ابتداء۔ چنانچہ حضرت شاہ نعمت اللہ قلندر اپنے رسالہ قلندر یہ میں لکھتے ہیں

”صوفی منتہی جو بمقتضی رُشد قلندر کہو“

www.Faizahmedow.com

یعنی صوفی جب انتہاء کو پہنچتا ہے تو قلندر بن جاتا ہے۔

فائدہ

جناب ذوقی صاحب اپنی مشہور تصنیف ”سرود براں“ میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ کے ہاں قلندر کا مقام بہت بلند مانا گیا ہے۔ یہ لفظ سریانی زبان میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور وہ حالات و مقامات اور کرامات سے تجاوز کرتا چلا جاتا ہے۔ عالم سے مجرد ہو کر اپنے آپ کو گم کر دیتا ہے۔ شاہ نعمت اللہ ولی کی رائے میں ”جب صوفی منتہی اپنے مقاصد کو پالیتا ہے تو قلندر ہو جاتا ہے۔“ جیسے فقیر نے اُد پر عرض کیا ہے۔

زمین و آسمان ہر دوش سریفند ☆ قلندر را دریس ہر دو مسکن نیست

نظر در دیدہ ہاں ناقص فسادہ ☆ و گرنہ یار من از کس نہاں نیست

یعنی زمین و آسمان دونوں پر گزیدہ مقام سہی لیکن قلندر کا ان ہر دونوں میں مکان نہیں۔ نظر عام آنکھوں کی ناقص ہے ورنہ میرا دوست تو کسی سے پوشیدہ نہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حقارت کی نظر سے دیکھنے والے بعض اوقات دم بخورہ جاتے ہیں۔

خاکِ ران جہاں را بحقارت منکر ☆ توجہ دانی کہ دریں گہرہ سوارے باشد

دنیا کے گرد و غبار میں اٹے ہوئے یہ لوگ جب علامہ اقبال کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں تو

قلندر ان کہ بہ تسخیر آب و گل کوشتند ☆ ز شاہان تاج شنایند و خرقدہ بردوشند

یعنی وہ قلندر جو آب و گل کو مسخر کرتے ہیں کہ بادشاہوں سے تاج چھین سکتے ہیں حالانکہ وہ خرقدہ بردوش ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام النافعی الجامی نے کیا خوب کہا ہے

قلندر پر تو نور الہی ☆ قلندر مطلع انوار شاہی ست

قلندر مقام کبریائی ست ☆ قلندر در بحر آشنائی ست

قلندر موج بحر لایزالہی ست ☆ قلندر نور شمع ذوالجلالی ست

قلندر ذرہ صحرائے عشق ست ☆ قلندر قطرہ قطرہ و دریاے عشق است

ترجمہ

بزم فیضانِ اویسیہ

قلندر نور الہی کا ہے تو ہے۔ قلندر مطلع انوار شاہی ہے۔

قلندر کا مقام کبریائی ہے، قلندر بحر آشنائی میں مستغرق ہے۔

قلندر لایزالہی سمندر کی موج ہے۔ قلندر شمع ذوالجلالی کا نور ہے۔

قلندر صحرائے عشق کا ایک ذرہ ہے، قلندر دریاے عشق کا قطرہ ہے۔

مقام قلندر

قلندر کے مقام کو متعین کرنے کے لئے عارفانِ حق نے بڑے بڑے عمدہ نکتے بیان کئے۔ کتابیں لکھیں،

مقالات پر قلم کئے، اوصاف لکھے۔ مگر حقیقت یہ ہے یہ لا الہ الا اللہ کے دو حرفوں کا مالک لغت ہائے حجازی کے

قارونی خزانے کے نگرانوں کے الفاظ میں نہ سارکا۔

حضرت شاہ علی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کس قدر قلندرانہ بات کہی ہے۔

گر بوعلی نوائے قلندر نواختے ☆ صوفی بدے ہر آنکہ بعالم قلندر است
یعنی اگر بوعلی نوائے قلندر بجاتا تو یہ صوفی ہوتا یہی سمجھئے کہ جو کچھ عالم میں ہے وہ قلندر کا ہے۔

خلاصہ کلام

قلندر کی شخصیت نہ عبارات میں سما سکتی ہے، نہ اشارات کے دامن میں سمٹ سکتی ہے، نہ اسے الفاظ کے کوزے میں بند کیا جاسکتا ہے، نہ معانی و بیان کے پیانے میں ناپا جاسکتا ہے۔

قلندر کے بیاند در عبارت ☆ قلندر کے مگن جدر اشارت
یعنی قلندر عبارت میں کیسے آسکتا ہے اور قلندر اشارات میں کیسے سما سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ قلندر کی بلند پروازیاں دین و دنیا کے حدود و قیود کو توڑ کر آگے نکل جاتی ہیں۔ وہ کوچہ محبوب میں پہنچنے کے لئے دیر و حرم سے بہت آگے بڑھ جاتا ہے۔

مجرد شد از دین و دنیا قلندر ☆ جس در او حقیقت از بس ہر دو برتر
یعنی دین و دنیا سے قلندر مجرد ہے اس لئے کہ راء حقیقت ان پر دونوں سے برتر ہے۔

افسوس سخت افسوس! قلندر فانی فی اللہ باقی باللہ قسم کے کامل ولی کا نام ہے لیکن افسوس کہ آج کل تو جو بھی صوم و صلوٰۃ سے عاری ہو وہی قلندر ہے یہ بھی ایک جہالت و حماقت ہے اور دراصل حقیقت سے بے بہرگی کہ ہر بد مزاج قلندر بننے لگ گیا ہے۔

www.Faizahmedowaisi.com

یہی وجہ ہے کہ ہمارے دور میں لفظ قلندر بدنام ہو چکا ہے حالانکہ یہ ایسا مقدس نام ہے کہ معمولی سالک کی وہاں تک رسائی تو کیا اس کی خوشبو سے بھی محروم ہے اس سلسلہ طیبہ کو اہل معرفت تو خوب جانتے ہیں کیونکہ ہر خاندان کا ہر بڑا بزرگ اس سلسلہ سے مربوط ہے۔

اولیائے قلندران کی معمولی فہرست

فقیران احمقوں اور پاگلوں کو پھر متوجہ کرتا ہے کہ لفظ قلندر کوئی معمولی مرتبہ نہیں کہ تم ہر نا اہل کو قلندر کہتے پھر دو۔ فقیر ایک مختصر فہرست پیش کرتا ہے اس کے بعد اندازہ لگائیں کہ جسے تم قلندر کہہ رہے ہو کیا وہ اس مرتبہ کا ہے یا اس کے برعکس تنگ زمانہ ہے۔ فہرست معلوم کرنے کے بعد پھر بھی تم قلندر کی توہین کرتے ہو پھر یاد رکھنا کہ تمہاری سزا وہی ہے جو

اولیائے رحمہم اللہ کے بے ادب کی سزا ہے۔

قلندر اولیاء

سلسلہ قادریہ کے سرتاج سیدنا محی الدین غوث الوری شہنشاہ بغداد سید عبدالقادر بجلانی اور سلسلہ چشتیہ کے سرخیل حضرت معین الملت والدین سیدنا معین الدین الاجیری اور سلسلہ نقشبندیہ کے سرخیل سیدنا بہاء الدین نقشبند اور سلسلہ سہروردیہ کے سیدنا شہاب الدین سہروردی اور عزیز کی بزرگ سلسلہ قلندر یہ سے موصوف ہیں اور حضرت منصور، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت مخدوم علی احمد صابر، حضرت مخدوم عبدالحق دودلوی، حضرت شمس تبریز، حضرت رومی، حضرت حکیم سنائی، حضرت فرید الدین عطار، حضرت محی الدین ابن العربی، حضرت محمود تبریزی، حضرت نجم الدین رازی، حضرت فخر الدین عراقی، حضرت حافظ شیرازی، حضرت شمس الدین محمد مغربی، حضرت عبدالکریم الجیلی، حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت سرمد اور ہمارے سلسلہ اویسیہ کے بانی حضرت سیدنا معین سیدنا اویس القرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین تو بسلسلہ قلندر یہ میں مشہور ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جن کے ایک ایک نام پر اہل خواہر کے لاکھوں علمائے کرام قربان کئے جاسکتے ہیں لیکن اس کے باوجود بڑے بڑے علمائے کرام اپنے آپ کو طفل مکتب کے لقب سے اپنے لئے سوا ادب سمجھتے ہیں۔ مولانا عبدالباری فرنگی مرحوم حضرت شاہ ابوسعید مجددی، مولانا شاہ عبدالغنی محدث و مہاجر مدنی اسی سلسلہ قلندر یہ سے مربوط تھے اور حضرت مولانا قاضی الہد او جو پوری مرحوم کے تجر علمی سے ہمارے علمائے کرام بخوبی واقف ہیں لیکن ان کی کیفیت یہ تھی کہ جس سے سلسلہ قلندر یہ میں داخل ہوئے تو جب تک زندہ رہے اپنے مرشد کی قیام گاہ لاہر پور کی طرف نہ کبھی پاؤں پھیلانے اور نہ اس طرف منہ کر کے تھوکا۔ (کذا فی اذکار الابرار، صفحہ ۱۲۴)

مولانا حسن بخش علوی جن کی تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء اردو دو جلدوں میں بڑی ضخیم کتاب ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں۔ آپ بھی اسی سلسلہ کے مرہونِ منت ہیں۔ قاضی مبارک گراپاموری رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب قاضی مبارک ہمارے منطقی طلبہ منتہی ہو کر علامہ وقت کہلانے کے مستحق بنتے ہیں ان کو بھی اس سلسلہ سے وابستگی ہے۔ (ملاحظہ ہو تفصیحات العنبریہ، صفحہ ۲۷۵)

مولانا شاہ علی اکبر کاکوروی جن کے اکثر حواشی درسی کتب پر ملتے ہیں۔ اسی سے متعلق ان کے علاوہ بڑے بڑے علامہ ہیں یہ مختصر رسالہ ان کے مختصر حالات بیان کرنے کی گنجائش نہیں رکھتا۔ مختصر اچند بزرگوں کے اسماء مع مختصر کیفیت آخر

میں عرض کرونگا۔ (انشاء اللہ)

سوال

جو اصطلاح تم نے قلندر کی بیان کی ہے یہ تو مجذوب کی کیفیت ہے اور مجذوب تو ولایت میں ایک ادنیٰ مرتبہ ہوتا ہے وہ نہ سالک اور نہ سالک ساز۔

جواب

صوفیاء میں مجذوب کا مقام نہایت ہی نازک اور منفرد ہے۔ وہ ملامتیہ سے ہے۔ ریاکاری سے بچنے کے لئے ”سنگ باری طفلان زمانہ“ کے مقام پر آکھڑا ہوتا ہے۔ بزرگوں قلندر علم و خرد کی قائم کردہ حدود کو توڑ کر دور اوپر نکل جاتا ہے اور ان سرحدوں سے گزرتا ہوا کہتا ہے۔

آنجا رہ سیکو ایم کہ عنقا منی رسید

عنقا بیچارہ تو پھر اپنی رسائی کے لئے پر توڑتا ہے۔ پرواز کی فضاؤں اور خلاؤں میں تیرتا ہے مگر قلندر کی پرواز تو ملکوت و ماسوت کی پہنائیوں کو خاطر میں نہ لاتی ہوئی کہتی ہے۔

مگر دربار ہر انوریاں کہیں کو چندی واسطی

مگر مجذوب کا معاملہ ان دونوں مقامات سے دو گروں کا ہے۔ اسے بیگانے درخور محفل نہیں سمجھتے اور اپنے خاطر میں نہیں لاتے وہ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بطریق سیر کشفی عیانی چلتا ہے۔ طریق استدلال سے بالکل نا آشنا ہے۔ اس راستے پر چلنے والا سالک بعض اوقات یاد باری تعالیٰ کے غلبہ میں پھنس جاتا ہے۔ عالم و مافیہا کے تمام خیالات محو ہو جاتے ہیں مخائب اللہ ایک کشش ہوتی ہے جو باعث ترقیات مزید ہوتی ہے۔ اس حالت کو صفائی مبتدی کہتے ہیں جو صفائی وقت کی ابتدائی منزل ہے۔ اس حالت کو صوفی سالک مجذوب کہتے ہیں لیکن صوفی پر مختلف مقامات آتے رہے ہیں، تجلیات وارد ہوتی رہتی ہے۔ انہی تجلیات کی ابتدائی منزل میں پھنس کر رہنے والا مجذوب ہے لیکن آگے کی منازل طے کر کے جو انتہائی ولایت کی منزل کو پہنچتا ہے وہ قلندر کا مرتبہ ہے سوال میں مبتدی کا ذکر ہے اور ہمارا ^{مطہ} نظر منتهی ولی اللہ ہے۔ (فہم)

تائید مزید

فقیر اپنی تائید میں جگر گوشہ قلندر ان حضرت علامہ مولانا محمد تقی حیدر مرحوم کی تقریر در بارہ قلندر پیش کرتا ہے جو

انہوں نے سلسلہ قلندری کے مشائخ کے تذکرہ ”النفحات العنبرية“ مشتمل بر ۷۰۰ صفحات کے مقدمہ میں سپرد قلم فرمائی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جاننا چاہیے کہ جناب باری عزاسمہ نے جو اپنی ذات کو مع اسماء و صفات کے اپنے ارادہ کامل کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایا ہے اس کا نام عالم ہے اور چونکہ ارادہ کامل ہے لہذا ایک ایک صفت نے اس ارادہ میں متشکل ہو کر ایک ایک شے بنادی ہے اور اسی صفت کی مناسبت سے اس شے کا ایک نام ہو گیا ہے چنانچہ ہنگامہ مظہور میں صفات مختلفہ کے تشکل نے عرش سے لے کر فرش تک اور اس کے بعد مرتبہ جمادات و نباتات و حیوانات تک مرتب کر کے ایک عظیم الشان اور مفصل عالم دکھا دیا ہے یہاں تک کہ حیوانات کے بعد صفات معدّات کے اجمالاً بیک دفعہ اس ارادہ میں منعکس ہوئی جس سے یہ کل انسانی قائم ہوئی اور چونکہ انعکاس ذات کا ارادہ میں ہوا ہے لہذا انسان وہم میں مبتلا ہو گیا ہے اور ان وہمی صفات کو اپنی صفات میں اور اس وہمی شکل کو اپنی صورت سمجھ بیٹھا ہے اور چونکہ ارادہ حقیقی کا کمال اس امر کا مقتضی ہے کہ ذات صرف کا مظہور بھی قطع نظر اسماء و صفات کے وہی کر دکھائے لہذا تعین انسانی میں انسان نے اپنے ایک جداگانہ شے سمجھ لیا ہے اور ہر انسان اپنے کو دوسرے کا غیر سمجھے ہوئے ہے گویا ذات نے اپنے اس آئینہ ارادی میں اپنے کو ایک ایک تعین کے مدرکات و تلذذات راحت و تکالیف کا رنج و سرور حاصل کرنے کے لئے رہن کر دیا ہے اسی مقام سے کہا ہے۔

گردد کردن بیادہ **چونم بیستہ را** **آوین بسیدہ** **موسی جان و تن را**
اور یہ اس کی تشبیہ کا کمال ہے۔ پھر جب کسی تعین میں وہ اپنے کمال اطلاق و علم یقینی کا مظہور کرنا چاہتا ہے تو اس کو ایک الجھن اس ہنگامہ وہمی سے پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ارادہ کرتا ہے کہ یہ جو جال باندھا ہوا ہے اس کو توڑ کر کسی طرح اپنے مرتبہ بیرنگی و بے کیفی پر فائز ہو جائے جو اس کا ذاتی مرتبہ ہے اور ان تمام بکھیروں سے پاک ہے اس شخص کو سالک کہتے ہیں اور اسی طرح مولانا رومی ارشاد فرماتے ہیں

چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ☆ موسیٰ باموسیٰ در جنگ شد
چون بہ بیرنگی رمی کان داشتی ☆ موسیٰ و فرعون کردند آشتی
چنانچہ سالک جب اپنے تعین کو اور ہر شے کے تشکل کو جو مطلق کا وہم سمجھ لیتا ہے تو جاذبہ اطلاق کی مدد سے اپنے افعال و صفات وہمی کو بلکہ اپنی اس وہمی ذات کو بھی جو اس نے حق سے علیحدہ ایک شے سمجھ رکھی تھی فانی کر دیتا ہے اور اس



کے دیدہ اعتبار چشم بصیرت کے سامنے ہر اک شے کی شحیت اٹھ جاتی ہے اور وہ ان سب کو وجود کے مراتب کچھ کران مراتب میں وقتاً فوقتاً عروج کرتا رہتا ہے یہاں تک عالم تکوین سے بالاتر قدم رکھتا ہے اور مقام واحدیت کے مشاہدہ میں مستغرق ہو کر واحدیت کی تفصیل میں عین وحدت کا اجمال مشاہدہ کرتا ہے اور مقام وحدت سے دفعۂ نیستی و بے کیفی احدیت میں گم ہو جاتا ہے اس مقام پر اس کا واصل نام رکھا جاتا ہے احدیت چونکہ کوئی مقام نہیں ہے ایک مرتبہ ذاتی کا نام ہے بلکہ اس کو مرتبہ بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ مراتب و نام سے بالاتر ہے اور وہاں ٹھہراؤ مطلقاً نہیں پس جیسے ہی کہ شخص واصل احدیت میں گم ہوا دفعۂ بقاء حق نے پھر اس کو مقام وحدت پر فتدلی کیا اس کے بعد اس کے بغیر اپنے مرتبہ سے جدا ہوئے احدیت کے مراتب کا شہود شروع ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات کو آئینہ وہم حقیقی میں طرح کہ ظاہر ہے مشاہدہ کرتا ہے اس مرتبہ پر عارف کہا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے کمال ذاتی کو اپنے آئینہ وہم کامل میں بصورت اسماء و صفات و بہیت عوالم اشیاء ملاحظہ کرتا ہو اور اس سے اپنی ذات حقہ کا یقین حاصل کرتا ہو اور اپنے آخری مرتبہ نزول یعنی مرتبہ انسانی میں پہنچ جاتا ہے اور لباس عبودیت زیب تن کرتا ہے یہاں پر اس کو نزول و عروج ایک ہو جاتا ہے اور وہ لاہوت کو ناسوت اور ناسوت کو لاہوت میں دیکھتا اور کل میں جزو اور جزو میں کل کا مشاہدہ کرتا ہے اور خود اپنی جب وجود میں لاہوت و ناسوت و جزو کل سب سے مستغنی رہتا ہے اور ہر وقت اپنے کمال سے ایک طرح کی سرور میں رہتا ہے جس کو حیرت محمودہ کہتے ہیں اور اس مقام بے مقامی میں انسان کامل عارف تام المعارف اور قلندر کہتے ہیں جس کی شان میں مولانا احمد جام فرماتے ہیں:

بزم فیضانِ اویسیہ

قلندر پر تو نور الہی نام است **www.FaizAhmedOwaisi.com** قلندر در بحر انوار شاہی است
 قلندر مقام کبریائی است ☆ قلندر در بحر آشنائی است
 قلندر موج بحر لایزالی است ☆ قلندر نور شمع ذوالجلالی است
 قلندر قطرۂ دریائی عشق است ☆ قلندر ذرۂ صحرائی عشق است
 قلندر سری از اسرار بیچون ☆ قلندر از هوا و حرص بیرون
 قلندر سایۂ پروردگار است ☆ قلندر محض ذات کردگار است
 قلندر را نباشد کفر و ایمان ☆ قلندر را نباشد علم و ایقان
 قلندر را نباشد خانمانی ☆ قلندر را نباشد این و آن



- قلندر رائے باشد آرزوئی ☆ قلندر رائے باشد تبار موئی
 قلندر رائے باشد ابتدائی ☆ قلندر رائے باشد انتہائی
 قلندر راز ہمہ یزار باشد ☆ قلندر مخزن اسرار باشد
 قلندر بے زمان و بے مکان است ☆ قلندر نشان بے نشان است
 قلندر هست دریائے معانی ☆ قلندر هست مرد لامکانی
 قلندر قلزم توحید باشد ☆ قلندر چشمه تفرید باشد
 قلندر از ہمہ مذهب بیرون است ☆ قلندر اندک کسی کہ چون است
 قلندر رائے باشد هیچ دینے ☆ قلندر رائے باشد حرص و کمینے
 قلندر کو مہر از خودی شد ☆ قلندر غرق بحر بیخودی شد
 قلندر خرقہ از عشق دور ☆ قلندر خرقہ کوئین سوزد
 قلندر را علم از عشق باشد ☆ قلندر اقام از صدق باشد
 قلندر فارغ از کون و مکانیت ☆ قلندر رائے اندام چنانست
 قلندر مرغ لاهوت ست ایلوست ☆ قلندر باز جبروت است ایلدرست
 قلندر کسوت مردم گزینند ☆ قلندر رائے عالم گیس زینند
 قلندر گسار پنهان گسار **www.FaizAhmedOwaisi.com** ☆ قلندر گسار صورت گسار معنی
 قلندر هر زمان اندر شہود است ☆ قلندر هر زمان در هست و بود است
 قلندر هر زمان غرق نور است ☆ قلندر دائم اندر ظهور است
 قلندر گہ تجلی کرد بطور ☆ قلندر داد موسیٰ را ہمہ نور
 قلندر لی مع اللہ گفت دراز ☆ قلندر با حبیب اللہ و مساز
 قلندر گہ در آمد در دل یار ☆ قلندر گہ بر آمد بر سردار
 قلندر را تہجلی هست بسیار ☆ قلندر می نماید پس نمودار
 قلندر گہ بشکل آدم آمد ☆ قلندر گہ نیک از آدم آمد

قلندر گہ حبيب اللہ باشد ☆ قلندر گہ خليل اللہ باشد
 قلندر شجرة اين پست وبالا ☆ قلندر ذات پاك حق تعالى
 قلندر شو كنون احمد قلندر ☆ قلندر راهمين كارست بهتر

حجۃ العارفین مصنفہ حضرت سید العرفا مجا قلندر لا بہر پوری میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قلندر کا خطاب جناب رسول خدا ﷺ سے ملا ان کے سلسلہ کے مریدین کو قلندر یہ کہتے ہیں اور رسالہ غوثیہ میں ہے کہ

”القلندر دبلسان السریانیۃ اسم من اسماء اللہ“

یعنی قلندر زبان سریانی میں اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

مراد المریدین میں ہے کہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر کے نزدیک قلندر و صوفی ہم معنی لفظ ہیں۔ اصطلاحات کاشی میں ہے کہ رند اور قلندر کے ایک معنی ہیں۔ زندگی تحریف شارح گلشن راز یہ فرماتے ہیں کہ جو اوصاف و علامات و احکام تعینات سے بری ہو چکا ہو اور ان سب چیزوں کو خود قافی یا کر دور کر چکا ہو اور عین قید میں آزاد ہو

خوشا رندی جدا گسردین از خود برقی ناموسش

دو عالم گسردین برہم بجنید دست افسوسش

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قلندر وہ ہے کہ جو علاقہ روزگار سے مجرد ہو کر تجرید ظاہری و باطنی حاصل کر چکا ہو اور شریعت و طریقت کا کوئی دقیقہ و نکتہ اس سے فرو گزشت نہ ہوتا ہو اور بحرود و دریائے شہود میں مستغرق رہتا ہے اور مقصود الخائنین میں ہے کہ قلندر وہ ہے جو نقوش و اشکال عادی و آمال بے سعادت سے مجرد و با صفا ہو گیا ہو اور جس نے مرتبہ روحی پر ترقی کر کے قیود و تکلفات رکی و تعریفات اسی سے خلاص ہو کر خط کونین سے موندہ پھیر گیا اور سب کو حق سے حق کے لئے دیکھتا ہو اور اپنے آپ کو سب سے منقطع کر کے عاشق جمال ذوالجلال ہو رہا ہو اور اس مرتبہ پر فائز ہو کر قیود و نفس و عقل سے خلاص ہو کر نشاط و انبساط و اشارت و بشارت سے بے تعلق ہو گیا ہو اور ملامتی و صوفی و قلندر میں فرق یہ ہے کہ قلندر تجرید و تفرید میں کامل ہو کر اپنے تخریب عادات و کتم عبادات میں نہایت کوشاں رہتا ہے اور ملامتی اپنے عبادات کو غیر سے چھپاتا ہے اور صوفی کا قلب بالکل خلق میں مشغول نہیں ہوتا ہے اور نہ ان کی رد و قبول کی وہ پرواہ کرتا ہے۔

بردر میکہ رندان قلندر باشند ☆ کہ ستانند و دهند افسر شاہنشاہی



خشت زیر سرو و پرتاک هفت اختر پای ☆ دست قدرت نگر و منصب صاحب جاہی
گر ترا سلطنت فقر بہ بخشدای دل ☆ کمتر ملک تو از ماه بود تا ماہی
با گدایان در می کدہ ای سالک راہ ☆ با ادب باش گر از سر خدا آگاہی
قطع این سادہ بی ہمرہی خضر نکن ☆ ظلمات است تیرس از خطر گمراہی
ہمچو جم جرعه مے کش کہ بسیر ملکوت ☆ پرتو جام جہان بین دہدت آگاہی

حضرت سید العرفا شاہ مجا قلندر لاہر پوری نے اپنے ایک سو بیس مکتوب میں حضرت رئیس العارفین شاہ فتح قلندر جو پوری کو لکھا ہے کہ قلندر کسی ہست کہ از حال و مقامات و کرامات گذشتہ باشد چون شیخ عبدالعزیز مکی ہر ان درجہ رسید آنحضرت ^{علیہ السلام} بخطاب قلندر ممتاز ساخت۔

چونکہ او از مصطفیٰ این نام یافت ☆ در جہان مسخرفست آرام یسافست
عارف محقق مولانا مغربی اسی مقام سے فرماتے ہیں

تسامہر تو دیدیم ز ذرات گذشتیم ☆ و ز جملہ صفات از ہی آن ذات گذشتیم
چون جملہ جہان مظهر آیات وجودند ☆ اندر طلوع از مظهر و آیات گذشتیم
ساما سخن از کشف و کرامات مگوئیم ☆ چون ساز سر کشف و کرامات گذشتیم
بسیار ز احوال و مقامات یافتیم ☆ بامہا کہ ز احوال و مقامات گذشتیم
از خانقہ و صومعہ و زادیم ^{www.faizahmedowaisi.com} ز احوال و مقامات گذشتیم

از مدرسہ و درس مقامات ہم بستیم ☆ و از شبہ و تشکیک و سوالات گذشتیم
از کعبہ و بتخانہ و زنا و چلیا ☆ و زمیکدہ و کوی احرابات گذشتیم
در خلوت تاریک ریاضات کشیدیم ☆ در واقعہ از سبع سموات گذشتیم
درد مراد ز مادور کن ای پر ☆ گز پر و مریدی و ارادات گذشتیم
دیدیم کہ انہا ہمگی خواب و خیال است ☆ مردانہ از بس خواب و خیالات گذشتیم
ای شیخ اگر جملہ کمالات تو این است ☆ خوش باش گزین جملہ کمالات گذشتیم
اینہا بحقیقت ہمہ آفات طریق اند ☆ الممتہ للہ کہ ز آفات گذشتیم

ما از پی نوریکه بود مشرق انوار ☆ از مغربی و کوکب و مشکوۃ گدشبتیم
 در فقرات حضرت خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی میں ہے قلندر کی تجرید حقیقت خود است از موافق و دور
 کردن آنچه از جانب اوست و باقی داشتن آنچه از جانب حق است سبحانہ و تعالیٰ و گم کردن
 خود را بحیثیے کہ ہر چند خود را جوید دنیا بد چنانکہ مرید ذوالنون مصری قدس سرہ از حضرت بایزید
 بسطامی پرسید کہ بایزید کہجاست دی گفت کہ سی سال است کہ بایزید را میجویم نمی بایم اگر
 تو بتوانی یافت بجو۔ حضرت شاہ نعمت اللہ ولی رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ صوفی منتہیٰ چون بمقصد رسد
 قلندر گردو۔ حضرت شاہ حسین بلخی فرماتے ہیں

قلندر کے بیان کردہ عبادت
 حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ فرقہ قلندریہ کو ایسا طیب قلب اور سرور حضور
 حق و مشاہدہ حاصل ہوتا ہے اور اس قدر سکر حال و مستی باطن پر غلبہ کرتی ہے کہ ان کے اعمال ظاہری یعنی نوافل و آداب
 تناول لذات مباحات میں قلت ہو جاتی ہے محض سرور حضور باطن پر اکتفا کرتے ہیں مگر ترک فرائض نہیں کرتے۔ حضرت
 شیخ رکن الدین لطائف قدوسی میں اپنے والد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سے اس حکایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں کہ
 انہوں نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ نے شرح کی رعایت کی جو یہ فرمایا حالانکہ میں نے حضرات قلندریہ سے ترک فرائض
 ہوتے بھی سنا ہے جیسے حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر خواجہ محمد قلندر وغیرہ اور میں نے حضرت شیخ حسین سرہرپوری
 قلندر کو دیکھا جو باوجود عالم متجرب ہونے کے بالکل تارک فرائض تھے۔ ایک روز میں نے ان کے بابت حضرت شیخ محمد فخر
 الدین جو پوری سے پوچھا بھی تو انہوں نے یہ فرمایا ہم اس کے بابت نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ وہ قلندر ہیں اور ہم صوفی
 نیز اس میں ہے کہ ترک فرائض من حیث الظاہر کا طعن ہم نہیں کر سکتے اس لئے کہ حضرت حق نے حضور ﷺ کو مرحۃ
 وحی ایسا عطا فرمایا ہے کہ ایک حال اور ایک وقت میں بحسبہ ارواح اپنے کو چند جگہ دکھا سکتے ہیں اگر ایک مقام پر ترک
 فرائض کرتے ہوں تو کیا عجب کہ دوسرے مقام پر فرائض ادا کرتے ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دار و مدار تکالیف شرعیہ کا
 عقل پر ہے اور چونکہ ان کی عقلیں بوجہ غلبہ حال کے مغلوب ہو جاتی ہیں تو وہ اہل سکر کے حکم میں ہیں اور سکاری پر
 تکالیف شرعیہ نہیں ہیں **السکاری معدودون** (نشدالے معذور ہیں) لہذا وہ بھی غیر مکلف اور حدود شرعیہ سے آزاد ہیں



اگرچہ **من حیث الظاہر** بعض امور میں ان سے ہوشیاری ملاحظہ ہوا تھی نیز حضرات شاہ نعمت اللہ قلندر رسالہ قلندریہ میں لکھتے ہیں کہ ”ذکر قلندر حق ست کہ از وہمہ عالم مستحق ست دین قلندر دانا کہ اوست بر ہمہ تو توانا دنیای قلندر تفرید کہ بشارت میدہد بتوحید علم قلندر سہو و عمل قلندر محمو و راہ قلندر عشق ست والعشق هو اللہ۔“ المختصر جو شخص کہ باوصاف مذکورہ بالا متصف ہوگا اس کو قلندر مشرب کہیں گے خواہ وہ کسی سلسلہ یا کسی خاندان کا ہو جیسا کہ حضرت شیخ محمد چشتی دہلوی کتاب **مطلوب الطالبین** میں خانوادہ قلندریہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ اس خاندان کے مبداء حضرت شاہ حیدر و شاہ حسین قلندر بلخی ہیں اور ہر سلسلہ میں سے جو شخص ابدال کے مرتبہ پر پہنچا وہ قلندر مشرب ہوا جیسے حضرت شمس تبریز سہروردی، حضرت مولانا نئے رومی سہروردی، حضرت فخر الدین عراقی سہروردی، خواجہ حافظ شیرازی، خواجہ مسعود بک چشتی وغیرہ دیگر خاندان کے حضرات قلندر مشرب تھے اٹلی۔ حضرت شیخ عبدالرحمن چشتی صابری کتاب **مرآۃ الاسرار** میں لکھتے ہیں کہ بارہویں خانوادہ میں حضرات قلندریہ ہیں اور یہ حضرات مختلف سلاسل کے بزرگان دین ہیں جنہوں نے مشرب قلندریہ اختیار کر لیا ہے چنانچہ حضرت شیخ محمد قلندر اور ان کے مریدین بھی یہی مشرب عظیم القدر رکھتے تھے یہ شعرا نہیں کا ہے۔

مازدریسائیم و دریاہم زمناست ☆ این سخن داند کسے کو آشناست
اور خواجہ ابواسحاق مغربی و حضرت ابوتراب بخشی وغیرہ کا یہی مشرب تھا اور بہت سے خاندانوں کے بزرگان دین اسی مشرب پر ہوئے ہیں اور ابدال اکثر اسی مشرب میں ہوتے ہیں۔ حضرت شیخ محمد اکرم چشتی اقتباس الانوار میں خانوادہ قلندریہ کے بیان میں لکھتے ہیں کہ خلفائے حضرت فرید گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت سید عطاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خلیفہ حضرت سید شمس الدین ترک پانی پتی قلندر مشرب تھے اور حضرت سید محمد گیسو دراز خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار انہیں کے ہیں۔

زمین و آسمان ہر دو شریف اند ☆ قلندر را درین ہر دو مکان نیست
نظر در دید باناقص فتادہ ☆ دگر نہ یار من ارکبس نہاں نیست
حضرت سید محمد بن جعفر کی خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی قلندر مشرب تھے یہ اشعار ان کے ہیں۔
اندوہ عشق سرسری نتوان رفت ☆ نادیدہ رہ قلندری نتوان رفت
خواہی کہ پس از کفر بیابی ایمان ☆ تاجان ندہی بہ کافری نتوان رفت



حضرت خواجہ مسعود بک خلیفہ شیخ رکن الدین شیخ شہاب الدین امام حضرت سلطان المشائخ بھی قلندر مشرب اور بڑے عارف بیباک تھے یہ شعر ان کا ہے

مجرد شوازدین و دنیا قلندر ☆ کہ راہ حقیقت ازین هر دو برتر
اور حضرت مخدوم شیخ عبدالحق ردولوی خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی چشتی و حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا بھی یہی مشرب تھا نیز حضرت شیخ مودود لاری استاد حضرت شیخ امان پانی پتی و خود حضرت شیخ امان شارح لوائح کا بھی مشرب تھا اور حضرت شیخ جلال الدین قریشی بھی قلندر مشرب تھے یہ شعر انہیں کا ہے۔

من مست می عشقم هشیار نخواهم شد ☆ از رندی و قیلاشی بیزار نخواهم شد
حضرت شیخ سیف الدین والد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی و خلیفہ حضرت شیخ امان پانی پتی بھی اسی مشرب میں تھے جیسا کہ اخبار الاخبار میں مذکور ہے اور حضرت خواجہ محمد عبدالباقی معروف بخواجہ باقی باللہ نقشبندی کا بھی یہی مشرب تھا جیسا کہ انہوں نے ایک مکتوب میں حضرت شیخ تاج الدین سنہلی اپنے خلیفہ کو لکھا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ ”شما کتب محققین مطالعہ نکرده اید کہ طریقہ رسول اللہ ﷺ سے تفاوت طریقہ ایشا نست اخفا و عدم امتیاز از خلق و شکستگی و متواضع بودن و خود را اور دائرہ عوام انداختن و اکتفا بستن معتادہ نمودن و با اسباب ظاہری توسل نمودن طریقہ حضرات مصطفیٰ ست اچنانکہ شیخ محی الدین ابن عربی ”در کتاب فتوحات مکہ“ گوید کہ ہذا مقام رسول اللہ و مقام ابی بکر الصدیق و من العشائخ ابی یزید البسطامی و حمدون القیسادی و ابی سعید الاجوان و من السادات ابو السعود ابن الشبلہ و ہذا حالنا۔“ انہی خواجہ عبید اللہ المعروف بہ خواجہ خور و خلف رشید حضرت خواجہ باقی باللہ و حضرت شاہ گلشن نقشبندی مجددی بھی قلندر مشرب تھے۔ حضرت فخر الدین عراقی فرماتے ہیں۔

تا صومعه و مدرسه ویران نشود ☆ این کار قلندری بسامان نشود
تا ایمان کفر و کفر ایمان نشود ☆ یک بنده حقیقتاً مسلمان نشود
حضرت مولانا شمس الدین تہریز فرماتے ہیں

بزم شراب لعل خرابات کافری ☆ کار قلندر ست و قلندر از ویری
سیمرغ کوہ قاف مقام قلندری ☆ وصف قلندر است قلندر از ویری

حضرت سید المجذوبین شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی فرماتے ہیں

بر در راه قلندر را به پیمای و سراسرین بھر گامی از وحد سرفگندہ افسر و سرین
چہ موسیٰ و چہ عیسیٰ و چہ پیر مرسلان احمد چہ تیر مسالو چہ مخ آنجا ہمہ گشتہ برابرین

نہ ملک آنجا نہ درویشی نہ پیوندست و خویشی
نہ کیش است و نہ ہی کیشی بحر فی جملہ مضمرین
نہ آنجا کفر و نہ ایمان نہ آنجا حجت و برہان
نہ آنجا آیت قرآن ہمہ کج راست با درین
قلندر انواز شہا خدائے ارا گنبارش ہا
خدائے قلندر دان قلندر اخدا خورین
حضرت غوث ملت لسان الحق شاہ تراب علی قلندر علوی قدس سرہ الاظہر فرماتے ہیں

اہل حقیقت است او قائل بوحدت است او ہر حق بودانہ الحق در مشرب قلندر
او بگذر در ہستی کوشد بہ حق ہستی حرف دوشی نشنود کس از لب قلندر
امی بخیر چہ ہر سی راز مذهب قلندر سی بل جگر نور حق نسا بددر کو کب قلندر
روزش حضور با حق شب غیبت بہ الخلق رتگی عجیب دارد روز و شب قلندر
عبدالعزیز مسکی شیخ است و مقتدا بہش از لبش اور سر آید ہر مطلب قلندر
تعلیم حق گسر قسم مثل تراب من ہم تسانام حق بخواند م در مکتب قلندر
جناب فشی وہاج الدین صاحب رسالہ کبریت الاحمر میں لکھتے ہیں کہ قلندری مقام رسول اللہ کا نام ہے جس کی
نسبت کتاب بحر المعانی میں میں نے یہ حدیث دیکھی ہے

انی اعرف رجلاً من امتی فی لیلۃ المعراج مقامہم فی مقامی عند اللہ

یعنی بیشک میں پہچانتا ہوں مردوں کو اپنی امت سے شب معراج میں جن کا مقام میرے مقام پر ہے اللہ کے نزدیک۔

صحابہ کرام کو یہ مقام قلندری یکہ بعد دیگرے نصیب ہوا اور ان میں کوئی فرق بعد اس مقام کے حاصل ہونے کے
ایک دوسرے سے نہیں ہے اور یہی مقام دوازدہ امام کو بالترتیب یکہ بعد دیگرے حاصل ہوا اور حضرت اولیس قرنی بھی

اس مقام پر فائز ہوئے ہیں اور بعد اس کے دیگر خاندانوں میں جن کی تعداد مجھے مفصل طور پر ٹھیک معلوم نہیں ہے ان میں سے اسامی ذیل میرے علم میں بھی خاص کر مقام قلندری پر فائز ہوئے ہیں۔ حضرت منصور، حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت غوث الاعظم قلندران سلسلہ قلندریہ و قادریہ جن میں ہمارے یہاں کے حضرات داخل ہیں و متقدمین سلسلہ نقشبندیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء، حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری، حضرت مخدوم عبدالحق ردو لوی، حضرت شمس تبریز، حضرت مولانا نائے رومی، حضرت حکیم ثنائی، حضرت فرید الدین عطار، حضرت محی الدین ابن عربی، حضرت محمود تبریزی، حضرت نجم الدین رازی، حضرت فخر الدین عراقی، حضرت مولانا حافظ شیرازی، حضرت شمس الدین محمد مغربی، حضرت عبدالکریم جلی، حضرت شاہ بوعلی قلندر، حضرت سرمد وغیرہ وغیرہ ان حضرات میں کوئی فرق نہیں اگر کچھ فرق ہے تو ذاتی نسبتوں کا باقی جس خاندان میں جن حضرات کا مقام قلندری نہیں ہوا ہے اس خاندان کے نسبتیں اسامی و صفاتی مختلف ہیں۔ مثلاً خاندان قلندریہ کے نسبت مرد کہی جائیگی اور خاندان قادریہ کے نسبت بھی مرد کی کہی جائیگی اور بہ نسبت بسبب جامعیت کے قلندر سے اعلیٰ ہے اور قلندر کی نسبت بسبب رندی و آزادی کے قادریہ سے اعلیٰ ہے اور چشتیہ کی نسبت عورت کی ہے۔ متاخرین نقشبندیہ کی نسبت چونکہ تقلیدی مجاہدہ کی ہے یعنی تحقیقی نہیں ہے لہذا قلندری و قادری نسبت سے کم ہے اور وہ نسبت بر قلب موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام ہے پس جو فرق حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہی فرق نقشبندیہ و قلندریہ خاندان میں ہے اور یہ طریقہ قلندریہ عظیم الشان ہے جس کی کوئی حد نہیں مگر بسبب گمنامی و عدم پسندیدگی شہرت کے اس خاندان کے حضرات نے اپنے آپ کو خاک میں ملا دیا ہے اس مقام و حالت قلندری کے بیان میں کلام مجید میں اصحاب کہف کا قصہ ہے جو ان کی بیخودی ہے وہ قلندر کا محو ہے اور جو ان کی بیداری درمیان میں ہے یہ قلندر کا صحو ہے اور ہر شخص کو یہ مقام از روئے نص کے حاصل ہو سکتا ہے بشرط کہ جاذبہ الہی شامل حال ہو وہ نص یہ ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الدِّينَ اَسْرِفُوا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا ۚ اِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ ۝

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بند و جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ ۲۳، سورۃ الزمر، آیت ۵۳)

اور یہ وہ مقام ہے جس کے حصول کے واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خداوند عالم نے شیطان کے پاس بھیجا تھا جس

کا ذکر حضرت فرید الدین عطار کے قصیدہ میں ہے اور جس کی انتہائے حصول کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانہ میں امت محمدی میں داخل ہو کر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی اقتداء کریں گے۔ مجھ کو ایک واقعہ میں یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ صف اول حضور حق میں ایسے قلندروں کا ہر شخص ہے اور وہ ایسی بہشت میں ہے کہ جہاں صور کے بچ و شرا ہوتی ہے اور یہ صف اول ”فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ“ (ج کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور) (پارہ ۲۷ سورۃ القمر آیت ۵۵) کے ہے جس کو حضرت نجم الدین رازی نے کتاب مرصاد العباد میں لکھا ہے۔ انتہی بقدر الضرورت المختصر اعلیٰ ترین ہر خاندان میں مقام قلندری ہے کہ جس کی کوئی حد و انتہا نہیں۔

قلندر معنی دارد کہ در گفتن نمی یازد

اب اس مضمون کو چند اشعار حضرت شاہ حفیظ اللہ خلیفہ حضرت قاضی محمد تقی قلندر مہونوی پر ختم کرتا ہوں

قلندر مظهر خاص الہی است ☆ قلندر محرم سرکماہی است
 قلندر ذات حق بر جانی است ☆ قلندر دیدہ گوید نہ شنیدہ
 قلندر رہبر ہر دو جہان است ☆ قلندر واقف سر نہان است
 اگر خواہی کہ باشی پیر و رہبر ☆ قلندر شوق قلندر شوق قلندر
 قلندر گو قلندر گو قلندر ☆ قلندر جو قلندر جو قلندر
 قلندر شد خدادان و خدایین ☆ قلندر پاش و اسرار خدایین
 قلندر دانند از اسرار تشبیہ و تمثیل ☆ قلندر تشبیہ تشبیہ تشبیہ
 قلندر شد معراز علایق ☆ قلندر شد مبراز علایق
 قلندر بادشاہ دین و دنیا است ☆ قلندر رازدار سر مولیٰ است
 قلندر راجہ بیند کوہ مہجور ☆ قلندر راجہ دانند از خدادور
 قلندر چہ گویم من زاد صاف قلندر ☆ چہ ذات حال است اللہ اکبر
 خداوند از لطف بندہ پرور ☆ مرا کن از غلامان قلندر

سلسلہ قلندریہ

جیسا کہ فقیر نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ سلسلہ قلندریہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ (اویسیہ) کی طرح بھی ایک

مستقل سلسلہ ہے اس سلسلہ سے وابستگان مشاہیر اولیاء کاملین ہیں اس کے متعلق فقیر مختصر سادہ تعارف عرض کر دے۔

اس سلسلہ کے بانی سیدنا حضرت عزیز کی قدس سرہ ہیں اور یہ حضرت عزیز کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ظہور اقدس سے بہت پہلے عالم ظہور میں قدم رکھ چکے تھے آپ قدس سرہ حضرت صالح پیغمبر علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں زندہ موجود تھے۔

تعارف بانی سلسلہ قلندر یہ

حضرت الشیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آپ صالح نبی علیہ السلام کی اولاد سے ہیں طویل عمر پائی یہاں تک کہ حضور ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر اصحاب صفہ میں شامل ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ اقدس تک زندہ تھے اور غزوہ صفین میں بھی شمولیت فرمائی (رسالہ غوثیہ) آپ قدس سرہ پر سکر کا غلبہ تھا۔ تیس چالیس سال تک عالم سکر میں رہتے اسی کیفیت میں مختلف مقامات سے سیر کرتے ہوئے پاکپتن شریف پہنچے یہ جگہ آپ قدس سرہ کو پسند آگئی اور فرمایا کہ سردابہ (غار) میں اترتا ہوں تم اسے بند کر دینا اسی مقام پر حل شبہات کے لئے سیدنا بہاؤ الحق ملتانی اور سیدنا جہنج شکر حاضر ہوئے آپ قدس سرہ نے ان کے آنے پر سردابہ سے باہر آ کر ان کے شبہات حل فرمائے، اس کے بعد فرمایا میں سردابہ میں واپس جاتا ہوں اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں باہر آؤں گا۔ آپ قدس سرہ کے سردابہ کے مقام پر آپ قدس سرہ کا مزار پاکپتن شریف میں مشہور ہے۔ آپ قدس سرہ ۱۲ ذوالحجہ کو سردابہ (غار) میں تشریف لے گئے اور فرمایا اس سردابہ کو کبھی نہ کھولنا چنانچہ ۱۲ ذوالحجہ کو آپ قدس سرہ کا عرس ہوتا ہے اب ۷۰ سالوں سے اس عرس تک ہوتا ہے۔ تفصیلی حالات مع دلائل فقیر کی تصنیف ”تذکرۃ العزیز عرف عزیز کی“ میں پڑھیے۔

فائدہ

آپ قدس سرہ کا لقب عبداللہ علمبردار بھی ہے۔

سوال

ہم سلسلہ قلندر یہ کے شبہات میں شاک ہیں تم نے بانی سلسلہ کے متعلق مزید شبہات میں ڈال دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اتنی طویل عمر گزارے اور پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملے، عقل مانتی نہیں شرعاً بھی یہ بات مشکوک ہے؟

جواب

قادر مطلق کی قدرت سے بعید نہیں اور نہ صرف حضرت عزیز کی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہے بلکہ بیشمار بندگانِ خدا اس طویل العمری کی دولت سے نوازے گئے۔ حضرت امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ اور پھر امام اہلسنت علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی شرح شفا للقاضی عیاض الحسینی بہ نسیم الریاض میں متعدد اسی قسم کے واقعات ملتے ہیں جسے اہل شرع نے آنکھیں بند کر کے مانا ہے۔ سیدنا عزیز کی قدس سرہ کا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس تک زندہ موجود ہونا اسی قبیل سے ہے البتہ ان کا حضور ﷺ کے زمانہ اقدس کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہنا اور پھر سردابہ میں تشریف لیجانا اور سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ آخر دور میں ظاہر ہونا بظاہر مشکل سا ہے لیکن حضرات اصحاب کھف کے حالات جاننے والے حضرت عزیز کی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو مشکل نہیں سمجھتے بفضلہ تعالیٰ فقیر اویسی غفرلہ اسی موضوع پر بہت بڑے دلائل قائم کر سکتا ہے لیکن بخوف طوالت ایک حوالہ پر اکتفاء کر کے مضمون کو ختم کرتا ہے۔ حضرت علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری ۸۰۸ھ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب حیوۃ الحیوان، صفحہ ۲۲۸، جلد ۲ میں فرماتے ہیں

ی قال ان النبی ﷺ سال ربہ ان یربہ ایاہم فقال تعالیٰ انک لن تراہم فی دار الدنیا ولكن ابعث الیہم اربعة من اخیار اصحابک لیلغواہم رسالتک ویدعوہم الیہ الایمان بک فقال رسول اللہ ﷺ لجبریل کیف ابعث الیہم فقال ابسطہ کساکک واجلس علی طرف من اطرافہ ابابکر وعلی الثانی عمر وعلی الثالث علیا وعلی الرابع ثم ادع الرخاء المستخرۃ لسلیمان بن داؤد علیہما السلام فان اللہ تعالیٰ امرہا ان تطیعک فضعل النبی ﷺ ما امر بہ فحملتہم الریح حتی انطلقت بہم الی باب الکھف فلما دنو امن الباب قلعوا امنہ حجرا مقام الطلب فنج علیہم حین البصر الضن وھر وحمل علیہم قلما راہم حزک راسہ وبصیص بذنبہ واوما براسہ ان ادخلوا الکھف قد خلوا فقالوا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرد اللہ علیہم ارواحہم فقاموا با جمعہم وقالوا او علیکم السلام وعلی محمد رسول اللہ السلام ما دامت السموات والارض وعلیکم بما بلغتم ثم جلسوا با جمعہم يتحدثون فآمنوا بمحمد ﷺ وقبلوا دین الاسلام وقالوا اقراوا امحمد امنا السلام ثم اخذوا مضامنا جمعہم وصاروا الی رقدتہم الی آخر الزمان عند خروج المہدی وبقال ان المہدی مسلم علیہم فحیہم اللہ ثم یرجعون الی رقدتہم فلا یقومون الی یوم القیامۃ۔

حضور سرورِ دو عالم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے العلمین اصحاب کہف سے ملاقات کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ ﷺ کو نیا میں نہیں آخرت میں انہیں دیکھیں گے البتہ آپ ﷺ اپنے چار خلفاء بھیج دیجئے تاکہ جا کر آپ ﷺ کی رسالت کا پیغام پہنچادیں اور وہ آپ ﷺ پر ایمان لائیں۔ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ وہاں یہ صاحبان کیسے پہنچیں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی آپ ﷺ اپنی چادر مبارک بچھائیے اور ایک کونہ پر حضرت صدیق اکبر اور دوسرے پر حضرت عمر کو تیسرے پر حضرت علی اور چوتھے پر حضرت ابوذر، ایک روایت میں تیسرے پر حضرت عثمان کو چوتھے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بٹھائیے اور ہوا کو حکم دیجئے وہ جس طرح حضرت سلیمان بن داؤد علی نبینا وعلیہا السلام کے تابع تھی اسی طرح آپ ﷺ کے بھی تابع ہے آپ ﷺ اسے حکم دیجئے وہ آپ ﷺ کا حکم مانے گی آپ ﷺ نے ایسے ہی ہوا کو حکم دیا اور ان حضرات کو ہوا کہف کے دروازے پر لے گئی جب یہ حضرات دروازے پر پہنچے تو اصحاب کہف کا کتا اٹھا اور بھونکنے لگا لیکن جب ان حضرات کے چہرہ پر نگاہ پڑی تو قدموں پر گر پڑا اور اصحاب کہف کی طرف اشارہ کر کے ان کے ہاں لے گیا۔ اصحاب کہف کو **السلام وعلیکم** کہا انہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا اور حضرات خلفاء راشدین کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کا جواب یوں دیا۔ **وعلیکم السلام وعلی الی محمد رسول اللہ السلام مادامت السموات والارض**، تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی اور حضور ﷺ پر ایمان لائے اور سلام عرض کئے پھر وہ اپنے مقام پر چلے گئے جب حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ آخری زمانہ پر تشریف لائیں گے تو ان کو **السلام وعلیکم** کہیں گے تو یہ حضرات اٹھ کھڑے ہوں گے اس کے بعد پھر اپنی قیام گاہ میں چلے جائیں گے اور پھر قیامت تک نہیں اٹھیں گے۔

www.Faizahmedowaisi.com

فائدہ

جب حضرات اصحاب کہف رحمہم اللہ تعالیٰ کا کہف میں تشریف فرمانا پھر حضور ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ملنا اور پھر ان کا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنا شرعاً ممنوع نہیں ایک حقیقت ہے تو پھر شریعت کی آڑ میں آکر سیدنا عزیز کی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اشکال پیش کرنے کا کیا معنی اور طویل العمری اُنہونی بات نہیں بلکہ واقعہ ہے ایک بھی نہیں سینکڑوں واقعات ہیں، چند واقعات فقیر نے اپنی تصنیف ”طویل العمر لوگ“ میں بیان کئے ہیں۔

سلسلہ قلندریہ کی سند

حضرت علامہ عبدالعلی بحر العلوم لکھنوی شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں کہ ”ثم مثل الرتن يدعون الاولياء القلندر به البررة الكرام صحبة عبد الله ويلقبونه بعلمبردار وينسبون خرفتهم اليه ويدعون اسناد امتصلاً ويحكون حكاية عجيبة ويدعون بقاءه قريب من ستمائة سنة فلا مجال نسبة الكذب اليهم فانهم اولياء الله صاحب الكرامات محفوظون من الله۔“ (والله اعلم)

ترجمہ

پھر بابا رتن کی ہی ایسی بات کا دعویٰ حضرات اولیاء کرام قلندر یہ کرتے ہیں یعنی صحابیت عبد اللہ کے بارے میں اور ان کو علمبردار کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور حکایات عجیبہ بیان کرتے ہیں اور چھ سو برس کی زندگی کا دعویٰ کرتے ہیں پس ان امور کو غلط خیال کرنے کی گنجائش نہیں کیونکہ وہ اولیاء اللہ صاحب کرامات ہیں وہ منجانب اللہ محفوظ ہیں۔ (والله اعلم)

- آپ سے جو سلسلہ جاری ہوا اس کی دو اقسام ہیں۔
- (۱) قلندر یہ مکہ جو بلا واسطہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا
 - (۲) قلندر یہ علویہ بواسطہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
- ان دونوں سلسلوں کے اکابر اولیاء ہندوستان میں موجود ہیں۔

علمائے فرنگی محل لکھنؤ

ان علماء کی علمی حیثیت سے اہل علم باخبر ہیں ان جلیل القدر کی سند سلسلہ مصافحہ حضرت عزیز کی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے۔

www.Faizahmedowaisi.com

شاہ عبدالرزاق فرنگی محلی نے مولانا عبدالوحید سے مصافحہ کیا انہوں نے اپنے والد مولانا عبدالواحد سے انہوں نے اپنے جد مکرم علامہ بحر العلوم عبدالعلی سے انہوں نے مولانا امین سید جو نپوری سے انہوں نے حاجی صفۃ اللہ خیر آبادی سے انہوں نے حضرت شیخ عبداللہ جنی سے انہوں نے شیخ عبداللہ علمبردار سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا۔

سوال

سلسلے تو صرف چار مشہور ہیں یہ قلندر یہ کہاں سے نکل آیا؟

جواب

اہل علم کو معلوم ہے کہ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ کے ملنے کے اتنے بیشمار طریقے ہیں جتنا

ریت کے ذرات بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کے باوجود صرف چار سلسلے مشہور ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ جس سلسلہ کے خلفاء عالم میں زیادہ پھیلے وہی دنیا میں مشہور ہو گئے اس کی مثال فقہ اسلامی کی ہے کہ اس میں چار مسالک مشہور ہیں حالانکہ دور اجتہاد میں بیشمار مذاہب جاری ہوئے لیکن ان چاروں مذاہب کے متعلقین دنیا میں زیادہ پھیل گئے بنا بریں یہی مشہور ہو گئے باقی ایک مدت چلے پھر ختم ہو گئے لیکن سلسلہ تصوف میں یہ بات نہیں اگرچہ شہرت ان چاروں کو ہے لیکن دوسرے سلاسل بھی جاری ہیں اگرچہ ان سے کم سہی اور انشاء اللہ تاقیامت جاری رہینگے۔

یہ حال سلسلہ اویسیہ کا ہے بعض صاحبان نے یہ غلط کہا ہے کہ سلسلہ اویسیہ کوئی سلسلہ نہیں اس کی تفصیل فقیر کی تصنیف ”ذکر اولیں“ اور ”سلسلہ اویسیہ ایک مستقل سلسلہ ہے“ میں پڑھیے۔

خلفاء سلسلہ قلندر یہ

مناقب القلندر یہ میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالعزیز مکی صحابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چار خلفاء ہیں (۱) سید خضر رومی (۲) سید خضر پائی دوز (۳) سید میران محمود پکی پا (۴) سید میران نحر۔ آپ قدس سرہ کے خلفاء اولیاء کاملین سے اور صاحب کرامات تھے۔ سید میران محمود پکی پا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واصل باللہ تھے ان کے مزار کی جس نے زیارت کی اللہ تعالیٰ نے اس کی حاجت پوری فرمائی ان کا مزار نو ساری ضلع گجرات (اٹلی) میں ہے۔ اس سلسلہ کے بزرگوں کا سلسلہ طویل ہے اور ان کی کرامات اور ان کے مفصل حالات ”النفحات العنبریہ فی السلسلۃ القلندر یہ“ میں ہیں۔

قصہ اڑھائی قلندر کا

بزم فیضان اویسیہ
یہ بات محض افسانہ معلوم ہوتی ہے کہ دنیا میں کل اڑھائی قلندر ہیں اور یہ بھی مبالغہ ہے کہ قلندر غوث اعظم سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے اس لئے کہ فقیر اسی رسالہ کے آغاز میں لکھ چکا ہے کہ قلندر کا آخری مقام و منزل فنا ہے کہ سالک ذات حق سے رنگا جائے قلندر میں علاوہ دیگر خصوصیات کے مقام فنا خصوصیت سے حاصل ہوتا ہے گویا ہر قانی فی اللہ و باقی باللہ ولی کامل قلندر ہے جیسا کہ فقیر نے چند کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی عرض بھی کئے ہیں۔ چند ایک اور ملاحظہ ہوں حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت ابوسعید، حضرت ابواسامیل، حضرت بایزید بسطامی، حضرت ابو عبد اللہ، امام ابوالقاسم، ابو عثمان نیشاپوری، ابوالمنصور اصفہانی، محمد بن حسن وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) ہاں خصوصیت سے یہ لقب و اصطلاح حضرت عبد العزیز مکی کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا تھا۔ (سوانح شہباز قلندر، صفحہ ۱۹۱)

برصغیر میں حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ لقب عطا ہوا، جس کا مختصر تذکرہ

آتا ہے پھر اس لقب سے شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نوازے گئے۔ آپ پانی پت میں حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک عرصہ مقیم رہے اور خوب استفادہ کیا۔ آپ پانی پت میں رہ کر ایک عرصہ تک شہباز بنے۔ باز، شاہین، عقاب، دراصل یہ صوفیانہ اصطلاحات ہیں ان سے مراد فضائے بسیط میں آزادانہ پرواز کے ہیں۔ صوفیہ کرام کے نزدیک فضائے بسیط موجوداتِ عالم ہیں اور پرواز فکر و نظر اور مشاہدہ ہے۔

حضرت قلندر شہباز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا کلاہ چہار ترکی سے نوازے گئے۔ (سوانح شہباز قلندر، صفحہ ۱۹۸)

قلندر کی منازل

فقیر قلندر کی مختصر منازل عرض کرتا ہے اور جو ان منازل کو طے کر لے وہ قلندر ہے تمام قلندر کہلوانے والوں میں منازل طے کرنا تو دور کی بات ہے ان منازل سے شہسائی بھی مشکل نظر آتی ہے۔ صوفیہ کرام کے نزدیک قلندر کی مشرب ایک منفرد اور انوکھا طریقہ ہے جس سے ایک بندہ نفس امارہ کو زیر فرمان کر کے اپنے صانع اور خالق حقیقی کی طرف رجوع ہوتا ہے اور دنیا کی طاغوتی طاقت کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے اسی وجہ سے قادر مطلق کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا۔ قلندر اپنی عبادت و نیکی کو چھپاتا ہے وہ سراپا اخلاص ہوتا ہے۔ مشاہدہ حق سے حقائق تک رسائی حاصل کرتا ہے ایسی لذت سے سرشار ہوتا ہے جس کی شرح زبان و بیان سے نہیں ہو سکتی۔ صوفیہ کرام کے نزدیک کئی ایسے بزرگ ہیں جیسے حسن بلخی، شمس تبریزی، خواجہ اسماعیل مغربی، عارف رومی صاحب مثنوی، حافظ شیرازی، شیخ بوعلی قلندر، شیخ علی صابر رحمہم اللہ تعالیٰ، ان سب کے احوال قلندرانہ تھے۔ (سوانح شہباز، صفحہ ۱۹۱)

www.FaizAhmedOwaisi.com

فیصلہ

قلندر کا ظاہر معمولی آدمی جیسا ہوتا ہے لیکن ان کے دوشِ عزیمت پر جزرائیں پر مای ہوتی ہے ان کی قیمت شاہانِ تخت بھی چاہتے تو ادا نہیں کر سکتے تھے ان کے قربِ الہی کی منازل بلند پرواز ہیں اس معنی پر جہاں اڑھائی قلندر کا تصور ہے وہ صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مذکورہ بالا کے اوصاف سے بیشمار اولیاء کبار رحمہم اللہ تعالیٰ موصوف تھے اگرچہ وہ ایسی اصطلاح سے مشہور نہ تھے اور یہ ضروری نہیں ہر معروف صفت سے تمام اولیاء کرام معروف ہوں اس سے لفاظ اور جھوٹے مدعیانِ قلندریت کا بھی رد ہو گیا جو ایک طرف بندگانِ نفس ہیں دوسری طرف احکاماتِ الہی کی پیروی سے یکسر عاری و خالی۔

مشاہیر قلندر

ہاں جو لفظ قلندر سے معروف ہیں وہ یہ حضرات ہیں۔

(۱) سیدنا عبدالعزیز مکی صحابی علمبردار رحمۃ اللہ علیہ جن کا ذکر مختصراً پہلے عرض کیا گیا ہے مفصل تذکرہ فقیر کی تصنیف ”تذکرہ العزیز عرف عزیز مکی“ میں پڑھیے۔

(۲) حضرت شیخ بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ، انگریز مؤرخ آرٹلڈ تاریخ پانی پت کے حوالہ سے رقمطراز ہے کہ راجپوت قوم شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی کی بدولت مشرف باسلام ہوئی، اس قوم کا سربراہ امیر سنگھ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر بیعت ہوا، تاریخ میں ان کے عجیب حالات آتے ہیں۔ آپ پانی پت ہی میں پیدا ہوئے پاک وطن بزرگوں کی علم پروری کے باعث یہ قصبہ گوارہ علوم بنا ہوا تھا، آپ متداول علوم عربی، فارسی سے فارغ التحصیل ہوئے تھے اور آپ کو منتہی عربی کتب میں خوب دسترس حاصل تھی، بیس سال تک آپ دہلی میں مدرس اور مفتی کے عہدہ پر فائز رہے۔

آپ کے مکتوبات جو اخبار الاخبار میں نقل ہوئے ہیں بڑے کام کی چیز ہیں، نہایت پاکیزہ، لطیف اور شستہ تحریر ہے۔ تبرکاً فقیر آگے چل کر عرض کریگا۔

حضرت بوعلی رحمۃ اللہ علیہ کو مصنف کی حیثیت سے دیکھا جائے تو ان کا رسالہ ”حکم نامہ“ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے اس زمانہ کے کبار علماء آپ کے علم، تقویٰ اور بزرگی کے قائل تھے، درس و تدریس کی مسند کو چھوڑ کر جنگل کی طرف نکل جانے کا واقعہ بھی بہت عجیب و غریب ہے جس سے آپ کی زندگی کا وہ دور شروع ہوا جسے قلندرانہ کہا جاتا ہے۔ یہ واردات بے اختیارانہ ایک فقیر کے اثر سے ان پر وارد ہوئی تھی جس نے خویش و بیگانہ سے بے نیاز کر دیا تھا۔ بقول حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ۔

دست از طلب نہ دارم تا کام من بر آید ☆ تا تن رسید بسجانان یا جان ز تن بر آید
شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا اب یہ حال تھا کہ مطلوب کی جستجو میں در بدر بھٹک رہے تھے اور پکارتے تھے

سالہادر طلب روی نکو در بدرم ☆ روی بنماد خلاصم کن از پس در بدری
یعنی ہر کس و نا کس سے پوچھتے میرے درد کی دوا کہاں ملے گی؟ ایک بزرگ نے کہا جس راہ سے یہ درد تم تک پہنچا

ہے اسی راہ سے دوا بھی میسر آئے گی۔ یعنی یہ مرض تمہارے باطن سے رونما ہوا ہے علاج کے لئے بھی باطن کی طرف رجوع کرو۔

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝

ترجمہ: اور ہم دل کی رگ سے بھی اس سے زیادہ نزدیک ہیں۔ (پارہ ۲۶، سورہ ق، آیت ۱۶)

یعنی تمہارا مطلوب تم سے دور نہیں ہے۔

یار ماما ما است کیا ز ماجداست ☆ ماہی ماہر دودار یار ما است
 بوعلی قلندر فقیر یعنی حضرت شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھتے ہیں کہ میں ترک علائق کرنا چاہتا ہوں
 جواب ملتا ہے ابھی نہیں، ایک دن اپنا سب کچھ لٹا کر حاضر ہوئے فقیر نے غلبہ جوش دیکھا تو گلے سے لگا لیا فرمایا محبت الہی
 نے آج سارے بندھن توڑ ڈالے۔
 بیتم کھانی کہتا ہوں سنو سبھی کہیں کہیں دھونڈن ہوں گئی آئی آپ گنوالے
 یعنی میں عشق کی کہانی کہتا ہوں دوستو! آؤ اور سنو، میں دوست کی جستجو کے لئے گیا تھا خود کو بھی گم کر آیا۔
 یہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ تھے جن سے حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے ملاقات فرمائی، حالت ان
 کی یہ ہوتی تھی کہ لوگ دن کو انہیں ہستا ہوا دیکھتے تھے اور رات کی تاریکی میں ان کے گریہ کی آواز سنتے تھے، موت کے ذکر
 سے ان پر موت کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی یعنی ان کا ہر عضو بدن مرجاتا تھا۔
 حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ہوش کے وقت کیفیت یہ ہوتی کہ مسجد کو اپنے کپڑوں سے صاف کرتے۔

ماں کا ادب

آپ (بوعلی قلندر) جب اپنی ماں کے سامنے ہوتے تو ان کی آواز نہایت پست ہو جاتی اور ان پر پیار ہونے کا شبہ
 ہوتا۔ (سوانح شہباز، صفحہ ۱۶)

شریعت کا پاس اور پیار

ایک دفعہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مونچھیں بہت بڑھ گئیں مریدوں میں سے کسی کی جرأت
 نہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہہ دیں کہ حضرت انہیں درست کروالیں۔
 ایک دفعہ حضرت مولانا ضیاء الدین سنائی رحمۃ اللہ علیہ جو شریعت کا کوڑا ہاتھ میں لئے پھرتے تھے، آپ کے ہاں

تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کیفیت دیکھ کر قینچی منگوائی اور ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے آپ کی مونچھوں کو درست کر دیا، کہتے ہیں کہ اُس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی داڑھی کو یہ کہہ کر چوما کرتے تھے کہ یہ شریعت کی راہ میں پکڑی گئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روضہ پانی پت میں ایک پُر رونق جگہ پر ہے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر پر برائے حصول برکت زیارت کو آتے ہیں۔ (اخبار الاخیار)

مکتوب نمبر ۱

(۱) اے بھائی! جب تجھ پر خدا کی عنایت ہوئی تو اس نے تیرے اندر ایک جذبہ پیدا کر دیا اور تجھے خود رانی سے بچالیا اور پھر تم میں عشق پیدا کر کے حُسن کا جلوہ دکھا دیا، جب تم عشق کو پہچان لو گے تو لامحالہ معشوق کو بھی پہچان لو گے اور تم بھی معشوق کے حقیقی عاشق بن جاؤ گے اور جب معشوق اور عاشق ایک دوسرے سے ملیں گے تو تجھے معشوق کے طریقہ اور عاشق کے فریضہ کے نقش پا پر چلنا ہوگا تاکہ تو عاشق و معشوق کو پہچان سکے۔

(۲) اے بھائی! معشوق کو بھی آپ ہی کی شکل و صورت میں خدا نے پیدا کیا ہے اور معشوق کو تمہارے اندر اس لئے بھیجا گیا ہے تاکہ وہ تمہیں صحیح راستہ کی رہنمائی کرے۔

(۳) اے بھائی! اللہ نے جنت اور دوزخ دونوں کو پیدا فرما کر ان دونوں سے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ میں تم کو بھر دوں گا اور پُر کردوں گا، معشوق کو اس کے عاشقوں سمیت جنت میں داخل کیا جائے گا اور شیطان کو اُس کے چیلوں سمیت دوزخ میں جھوٹکا جائے گا۔

بزم فیضانِ اویسیہ

(۴) اے بھائی! جنت اور دوزخ میں عاشق ہی اپنے حسن عشق اور خراب عشق کی وجہ سے داخل کئے جائیں گے۔ بہشت دوستوں سے وصال کا مقام ہے اور دوزخ دشمنوں سے فراق کا، یہ فراق کافر اور منافق لوگوں کے لئے ہوگا اور رسول کریم ﷺ کے عاشقوں کے لئے وصال ہوگا۔

(۵) اے بھائی! ذرا آنکھیں کھول کر دیکھ کہ درخت کو خود اپنی اور پھولوں و پھل کی خبر تک نہیں اور اسی طرح اس نے گنے کو تیرے لئے شیریں بنایا اور اس کو اپنے مٹھاس کی خبر نہیں، اسی طرح ہرن کی ناف میں مشک رکھا اور اس کو بھی اس کی خبر نہیں، سمندری گاؤں سے غنبر پیدا کیا اور اس کو اس کی خبر نہیں اور مشک بلاؤں سے تمہارے لئے زباں پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں اور ایک قسم کے درخت سے کافور پیدا کیا اور کافور کو اس کی خبر نہیں، صندل کو تمہارے لئے پیدا کیا اور اس کو اس کا علم نہیں۔

(۶) اے بھائی! عاشق بنو اور اس جہان کو معشوق کا حسن سمجھو، اسی طرح اپنی ذات کو بھی معشوق کا حسن سمجھو، عاشق نے اپنے عشق سے تجھے پیدا کیا تاکہ تیرے آئینہ میں اپنے حسن و جمال کا مشاہدہ کرے اور تجھے اپنا محرم اسرار بنائے اور **الانسان سری**، تمہاری ہی شان میں ہے، عاشق بن کر ہمیشہ حسن دیکھتے رہو اور دنیا اور آخرت کو اس طرح تصور کرو کہ آخرت نبی کریم ﷺ کی مملکت ہے اور دنیا شیطان کی، تم ان دونوں کے متعلق معلوم کرو کہ یہ کس لئے پیدا کی گئی ہے اور ان کا مطالبہ کیا ہے۔

(۷) اے بھائی! اپنے نفس کو خوب سمجھ لے، جب تو اپنے نفس کو پہچان لے گا تو دنیا کی حقیقت خود بخود تیرے سامنے واضح ہو جائے گی اسی طرح روح کو بھی پہچانو اس لئے کہ روح کی معرفت پر آخرت کی معرفت موقوف ہے۔

(۸) اے بھائی! اس دنیا میں جو حسن ترین کفر اور اہل کفر کو دیا گیا ہے اسے عاشق لوگ ہی پہچانتے ہیں، سو جو دنیا کا عاشق ہے اس کا معشوق حسن کفر ہے۔

(۹) اے بھائی! اپنی معرفت حاصل کرو اور اپنی ذات پہچانو، جب اپنی ذات میں عاشق بن جاؤ اور معشوق کو اپنے اندر ہی معائنہ کرو اور حسن کو اپنے دل کے آئینہ میں دیکھو

آن شاہد معنی کہ ہمہ طالب او بند ☆ ہم او مست کہ از چادر تو ساختہ سرپوش
در بسادہ ہجر چرابند بمائیم درمین و صالیم نگار است در آغوش

یعنی وہ معشوق ہے جس کے تمام طالب ہیں، یہ وہی ہے جس نے تمہاری چادر سے اپنا سر چھپا لیا ہے، ہم ہجر کے غم سے جنگلوں میں کیوں جائیں، اس لئے کہ معشوق تو ہمارے آغوش میں ہے۔

(۱۰) اے بھائی! گڑ کا ایک ٹکڑا اور اُس سے سو گولیاں بناؤ اور ہر ایک کا الگ الگ نام رکھو، مثلاً اُن میں سے کسی کا نام گھوڑا اور کسی کا نام ہاتھی وغیرہ رکھو تو جب تک وہ چیزیں ان ہی شکلوں میں ہیں جو تم نے بنائیں اور اُن کے نام رکھے اُس وقت تک تو اُن کے وہی نام رہیں گے لیکن اگر ان تمام شکلوں کو ملا دو تو اُن کے نام ختم ہو جائیں گے اور وہی نام یعنی گڑ رہ جائے گا۔

(۱۱) اے بھائی! کچھ خبر نہیں کہ لوگوں کو کیوں پیدا کیا گیا ہے، لوگ کیا رہے ہیں، کیا کریں گے اور انہیں فی الواقع کیا کرنا چاہیے۔ میں ہر وقت اسی شش و پنج میں مبتلا ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا، کبھی یہ خیال آتا ہے کہ وہ ہمارے آئینہ دل کو اس لئے صاف و ستھرا کر رہا ہے تاکہ عاشقوں کو اس میں اپنا جمال دکھائے اور عاشق خستہ حال کو بتلا دے کہ میں معشوق ہوں،

عاشق کا فریضہ اور کام یہ ہے کہ وہ معشوق کے احکام کی فرمانبرداری اور اسی کے طریقے پر چلنے کی کوشش کرے اور اپنے کو عشق اور حسن معشوق سے معمور کرے اور اس حسن میں محو ہو کر عاشق سب کو فراموش کر دے اور باطن میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھ کر اس پر عمل کرے۔

(۱۲) اے بھائی! کبھی نفس کا خیال آتا ہے تو فوراً ہی حال میں بھی خیال کی موافقت کا فرکھانے کمانے کے چکر میں پڑ جاتے ہیں اور دنیا کی زیب و زینت اس خیال کو مزید ترقی دیتی ہے۔

معشوقوں کے دروازوں کا چکر لگاتا ہوں حالانکہ اس راہ کے عاشق و معشوق دونوں ہی ذلیل و خوار ہیں اور دونوں کو دنیاوی زیب و زینت میں محو ہو کر اپنی ذلت و خواری کی خبر نہیں رہتی اور ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ کس سے ایفاء عہد کیا جائے اور کس سے نہ کیا جائے اور یہ حالت ایسی دوام پذیر ہو جاتی ہے کہ انہیں موت تک کی فکر نہیں رہتی اور یہ دنیا کے حسن و جمال میں اس طرح کھو جاتے ہیں اور انہیں اس بات کی بالکل خبر نہیں رہتی کہ تمام دنیا پر معشوق حقیقی کا قبضہ ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے اور چاہے گا ویسا کریگا، علاوہ ازیں دنیا کے عاشق اس بات سے بھی صرف نظر کر لیتے ہیں کہ ہمیں آخرت کا کٹھن سفر بھی درپیش ہوگا۔

(۱۳) اے بھائی! غور و فکر اس بات کی کرو کہ تمہیں ایک زبردست مہم حل کرنی ہے اس لئے تمہیں اپنے لئے ایک مونس و ہمدرد کی ضرورت ہے، ذرا ہوش کرو اور اس بات کا یقین کر لو کہ تم بحالت موجودہ اپنے نفس اور اپنی خواہشات کے غلام بن چکے ہو اس سے کسی طرح چھٹکارا حاصل کرنے کی تدبیر کرو۔

(۱۴) اے بھائی! کچھ معلوم نہیں کہ خیالات و افکار تمہیں کس بد حالی تک لے جائیں (اب تو کچھ معلوم نہیں ہو رہا) البتہ جب بد نصیبی اور بد قسمتی ظاہر ہوگی تو معلوم ہوگا کہ یہ بد بختی اور بد نصیبی دراصل بُرے خیالات اور نفس کی اتباع کا ہی نتیجہ ہے۔

(۱۵) اے بھائی! مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں اور کیا کر رہا ہوں مجھے اپنے کسی فعل کی خبر نہیں، البتہ میری زبان خدا کے قبضہ میں ہے اس لئے چاہتا ہوں کہ ایسی باتیں کہوں جو دو عالم میں پسندیدہ ہوں۔

(۱۶) اے بھائی! مجھے اتنا ضرور معلوم ہے کہ تم خودی پیدا کرو اور خودی ہی کے متمنی اور خواہشمند رہو، اللہ تعالیٰ نے جو چاہا سو کر دیا اور جو چاہے گا وہی کرے گا، کسی کو اس کے ارادے میں دخل اندازی کا حق نہیں۔

(اخبار الاخیار: شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چالیس سال کی عمر میں دہلی پہنچے۔ آپ کی عمر کا اکثر حصہ استغراق و جذب میں گزرا جب جذب اور قوی ہوا تو استغراق کا غلبہ ہو گیا حتیٰ کہ دنیا و مافیہا سے آپ غیر متوجہ ہو گئے اسی حالت میں انتقال ہوا۔ اسی حالت میں تین دن تک گزر گئے کسی کو وفات کی خبر نہ ہوئی، تیسرے روز چرواہوں نے نعش مبارک دیکھی کفن و دفن کا

انتظام کیا۔ سن وفات ۴۴۳ھ ۱۳ رمضان المبارک ہے تاریخ وفات یا ”شرف الدین ابدال“ نکلتی ہے۔

(سوانح شہباز، صفحہ ۱۶۸)

لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم گرامی مخدوم سید حافظ محمد عثمان المروندی ہے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خاندان آسودہ حال تھا۔ مروند سے سہون شریف (سندھ) ہجرت کر آئے۔ جب تشریف لائے تو مختصر لباس اور عشاء کے سوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کچھ نہ تھا، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کئی گنی دن استغراق میں گذر جاتے کچھ کھانے کا نام نہ لیتے۔
تاتاریوں کا عظیم فتنہ شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں رونما ہوا، اسی فتنہ کی وجہ سے مروند سے سہون شریف آئے تھے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب تیرہویں پشت میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے مروند تہریز کے شمال مغرب میں چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے خود فرماتے ہیں
منم عثمان مروندی کہ یار خواجہ منصورم عامت می کنند حلقے پروانہ کہ من دارم رقعم۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ۵۵۲ھ اور وفات ۶۵۰ھ میں ہوئی۔ عمر کا ساتواں سال تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظ قرآن ہو گئے اس کے بعد مروجہ علوم پڑھا۔ انگریزی سیاح لفظیٹ برٹن لکھتا ہے، شیخ عثمان المروندی لسانیات کے زبردست عالم اور گرامر کے استاد تھے۔
www.Faizahmedowaisi.com

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند پایہ عالم اور مفکر ہونے کے ساتھ مصنف بھی تھے۔ چند کتب کا نام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح میں ملتا ہے ان میں ”میزان الصرف“ بھی لکھی گئی ہے۔ (صفحہ ۶۷)

جج بھی ادا کیا جب مدینہ طیبہ پہونچے تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت کا یہ حال تھا کہ گریہ تھمتانہ تھا۔ حج سے فراغت کے بعد بغداد پہونچے وہاں سے منزل بمنزل سہون شریف پہونچے اور یہاں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ یہ مختصر سا خاکہ فقیر نے آپ کی ”سوانح شہباز“ سے لیا ہے۔

قلندر کی صفات

قلندر کہنے کو تو ہزاروں ملیں گے لیکن علمی قلندر کوئی کوئی ہوگا یہی کیفیت سیدنا شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے

سوانح نگار نے صفحہ ۷۷ سے صفحہ ۱۱۸ تک آپ کی صفات اور سیرت و کردار بیان فرمایا ہے وہی تصور جمائیں تو ایک باعمل کامل ولی اللہ کا ہونا چاہئے۔ اگر اس طرح کے قلندر ہوں تو ہمارے سر اور ان کے پاؤں ہم اپنے سر کا تاج سمجھ کر انہیں چومتے نہیں تھکیں گے۔ ہاں لاف و گزاف اور نام کے قلندروں کو ہمارا دور سے سلام۔ خلاصہ یہ کہ قلندر کے لقب سے ان تینوں بزرگوں کو بہت بڑی شہرت ہے اور حقیقی قلندر ہیں بھی یہی لیکن اڑھائی قلندر کا تصور کسی کا ایک ذہنی اختراع ہے جسے اصول تصوف و شرع قبول نہیں کرتے۔ اب ان تینوں میں سے جسے جو چاہیں کہہ لیں ہاں ویسے تو دنیا میں بی شمار قلندر مشہور ہیں مثلاً حضرت علامہ ڈاکٹر اقبال مرحوم کو بھی لوگ قلندر لاہوری کہہ دیتے ہیں جو اصول اسلامی کے مطابق نہیں اور نہ ہی مذکورہ تحقیق کے موافق ہے۔ یونہی غوث علی شاہ پانی پتی بھی قلندر کے نام سے مشہور کئے جاتے ہیں لیکن امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ان کی متعدد شرعی اور بد مذہبی (دہائیت) غلط عقیدتی کی مثالیں فتاویٰ رضویہ میں واضح فرمائی ہیں اسی لئے ان کو بھی قلندر کہلوانے کا حق نہیں۔

ارادہ تھا کہ سلسلہ قلندریہ کے اولیاء و علماء کا مفصل تذکرہ پیش کر دوں لیکن ضخامت موجب طوالت سمجھ کر اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے ویسے جن چند اسماء گرامی کا ذکر خیر اس رسالہ میں آ گیا ہے وہ بھی اہل دل کے لئے کافی ہے ہاں نا سمجھ اور ضد کا مارا نہ سمجھے تو اسے خدا سمجھے۔ ہم نے اپنی استطاعت پر جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا۔

فالحمد لله على ذلك هذا آخر الصلوة والسلام
برمضان
على حبسہ الکرم وعلى آلہ واصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القاری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

کیم رجب المرجب ۱۴۴۰ھ